https://famousurdunovels.blogspot.com/

اعتبار

حجاب فاطمہ

http://primenovels.blogspot.com/

اعتبار

از حجاب فاطمہ

"بھائی بھائی"۔ معز کو آفس جاتا دیکھ کر ہانی اسکے پیچھے لپکی تھی۔

"کیا بات ہے ہانی کیوں صبح صبح چلا رہی ہو"۔

"مجھے خالہ کے گھر ڈراپ کر دیں گے؟"

"وائے ناٹ"۔ کسی کا خیال ذہن میں آتے ہی وہ مسکرا دیا۔

" صبح صبح خالہ کی یاد کیسے آگئی؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے پہلا سوال کیا۔

"یاد خالہ کی نہیں آئی بھابھی کی آئی ہے"۔ لفظ بھابھی پر زور دیتے ہوئے وہ مسکرا کر بولی تو معز بھی ہنس پڑا۔

"وہ کیوں؟"

"اسعد بھائی کی منگنی کے لئے شاپنگ پر جانا ہے"۔

"ابھی۔ وہ حیران ہوا تھا۔

"نہیں گیارہ بجے تک جائیں گے۔ میں نے سوچا صبح صبح بھابھی کے درشن کر لیں گے تو دن

اچھا گزرے گا آپکا"۔ وہ معز سے پانچ سال چھوٹی اسے اسکی منگیتر کے حوالے سے چھیڑ رہی تھی۔ معز نے اسکے سر پر ایک چپت لگاتے ہوئے کہا" تمہیں بڑا پتا ہے اماں بی"۔

"ارے بلال باہر دیکھیں ذرا کہیں سورج مغرب سے تو نہیں طلوع ہوا آج". سنبل اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولیں۔

"بھئی لگ تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی رہا ہے".

"اتنے دنوں بعد خالہ کی یاد آئی ہے". سلام کے جواب میں شکوہ کرتے ہوئے خالہ نے اسے گلے لگالیا۔

"آتے جاتے رہا کرو میاں ورنہ تمہاری خالہ اداس ہو جاتی ہیں".

"بس چاچو آفس میں کام زیادہ تھا اس لئے نہیں آسکا".

"بیٹھو میں تمہارے لئے چائے بنواتی ہوں".

"نہیں خالہ میں چلتا ہوں ایک میٹنگ ہے"۔ وہ سلام دعا کر کے لوٹ آیا۔ جس کے لئے آیا تھا اس نے شاید سامنے نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

وہ سوچ کر رہ گیا۔

آمنہ نے الارم بند کرنے کے لئے سیل فون اٹھایا تو موبائل پر پہلا ٹیکسٹ اسی کا تھا۔ "بہت ظالم ہو تم"۔

وہ میسج پڑھ کر مسکرا دی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ گھر آیا تھا۔

فریش ہو کر باہر آئی تو ہانی ممی کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ بھی وہیں آگئی۔ گیارہ بجے کے قریب وہ گھر سے نکلی تھیں۔ شاپنگ کرتے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ تین بجے کے قریب انکی شاپنگ مکمل ہوئی تھی۔

"ہانی چلو المائدہ چلتے ہیں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے"۔

"بھوک تو مجھے بھی بہت لگی ہے"۔

"بیٹھو میں مینو کارڈ لیکر آتی ہوں"۔

"اوکے"۔ وہ آرڈر دے کر آرہی تھی جب اسے ٹیبل پر ہانی کے سامنے والی چیئر پر دولڑکے بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ دور سے ہی پہچان گئی تھی کہ وہ کون تھے۔

"کیسی ہو آمنہ ؟"

"ٹھیک ہوں"۔

"آرڈر کر دیا"۔

"جی"۔

"کیا کھاو گے معز"۔

"کچھ بھی"۔ وہ آمنہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"تو جاو اور جا کر آرڈر کرو۔ سلمان کے کہنے پر وہ بادل نخواستہ اٹھ کر چلا گیا۔

"یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا؟" آمنہ نے شکوہ کیا تھا۔

"مجھے یا اسے؟" سلمان اسے چھیڑ رہے تھے۔ وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔

"اچھا بابا سوری مجھے نہیں پتا تھا کہ تم بھی یہاں ہو۔ اب موڈ خراب مت کرو"۔

وہ ابراہیم کے ساتھ جے ڈوٹ سے نکل رہی تھی جب وہ سامنے آگیا۔ اسکا چہرہ غصے سے تمتمارہا تھا۔ آمنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف نکلا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں؟"

"ہاتھ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے"۔

"خاموش۔ بالکل خاموش۔ اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو جان سے مار دوں گا"۔ کتنا تلخ لہجہ تھا اسکا۔ ایک پل کو تو وہ سمجھ ہی نہیں پائی کہ اس نے کہا کیا ہے۔ اسنے اسے گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ بہتی آنکھوں سے وہ شیشے کے باہر دیکھتی رہی۔ آدھے گھنٹے تک وہ گاڑی مختلف سڑکوں پر چلاتا رہا۔ بلآخر اس نے گاڑی روک دی۔

"شادی کب ہے ہماری؟" جواباً وہ اسکا منہ تکنے لگی۔

"شادی کب ہے؟" وہ چلایا تھا۔

"اگ اگلے مہینے"۔ الفاظ گلے میں پھنس گئے تھے۔

"زبردستی ہو رہی ہے یہ شادی؟" وہ کیا کہنا چاہتا تھا آمنہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی۔

"جواب دو". وہ دوبارہ چلایا تھا۔

"ن نہیں". آنسوؤں کی رفتار تیز ہو گئی۔

"گھر والوں نے پوچھا تھاہاں کرنے سے پہلے". معز کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ نسیں تن گئی تھیں۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کسی اور کو پسند کرتی ہو؟" سٹیرنگ کو مضبوطی سے تھامے وہ پوچھ رہا تھا۔ وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

"پسند کرتی ہو کسی کو؟" وہ چبا چبا کر بول رہا تھا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"جھوٹ مت بولو"۔ وہ جتنی زور سے چیخ سکتا تھا چیخ رہا تھا۔ آمنہ مزید سہم گئی۔

"مجھے لگتا تھا مشرقی لڑکیوں کی طرح میرے سامنے آنے پر شرم آتی ہے تمہیں۔ مجھ سے بات کرنے سے جھجھکتی ہو۔ غلط تھا میں۔ بالکل غلط"۔ آمنہ کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"تمہیں کم از کم مجھے تو بتانا چاہیئے تھا کہ تم کسی اور کو پسند کرتی ہو".

"ایسا نہیں ہے"۔ وہ تڑپ کر رہ گئی۔

"بکو مت"۔وہ دھاڑا تھا۔"سچائی میرے سامنے آگئی ہے"۔

"آپکو غلط فہمی ہوئی ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے".ہمت کر کے اس نے صفائی پیش کی۔

"خوش فہمی تو اب دور ہوئی ہے میری"۔اسکے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر اس نے آمنہ کی جانب کا دروازہ کھول دیا۔

"مجھے تم جیسی لڑکی سے شادی نہیں کرنی جو محبت کے دعوے کسی اور سے کرتی ہیں اور شادی کسی اور سے"۔

"پلیز میری بات سنیں"۔

"خود اترو گی یا میں اتاروں"۔اسکی آنکھوں میں کیا تھا وہ سمجھ نہ سکی مگر ڈر کر اتر گئی۔وہ گاڑی اڑا لے گیا۔

وہ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر چل رہی ہے۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس سے ساتھ کیا ہو گیا تھا۔آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔اسے تو یہ بھی خبر نہیں تھی کہ وہ گھر کے بجائے کہیں اور نکل آئی تھی۔تبھی کوئی اسکے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

آمنہ کیا ہوا ہے؟یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ولید اسکی حالت دیکھ کر فکر مند ہو گیا تھا۔وہ خالی نظروں سے اسی کو دیکھ رہی تھی۔

آمنہ کیا ہوا ہے؟اسے نے آمنہ کا کندھا جھنجھوڑا تو وہ ہوش میں آئی۔

"گھر چھوڑ دیں مجھے"۔وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پائی۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھائی تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

کیا ہوا ہے آمنہ ؟ وہ اسے اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ اسکے سوال پر اسکے ضبط کئے ہوئے آنسو ایک بار پھر سے گالوں پر لڑھک گئے۔ اس بات سے بے خبر کہ اسکے آنسو ساتھ والے کے دل پر گر رہے ہیں وہ روئے جا رہی تھی۔ ولید اسے خاموشی اور بے بسی سے دیکھتا رہا۔ جب وہ چپ ہوئی تو اس نے گاڑی تایا ابو کے گھر کی طرف ڈال دی۔

سامنے اپنی ماں کو دیکھ کر وہ ایک مرتبہ پھر بکھر گئی تھی۔ معنز اسکے کردار کو داغدار کر گیا تھا۔ وہ کیسے برداشت کر رہی تھی یہ وہی جانتی تھی۔

کیا ہوا ہے میری جان۔ سنبل نے اسے بٹھاتے ہوئے پوچھا پھر ولید کی طرف دیکھا جو کو دا اتنا پریشان دکھ رہا تھا۔

پتا نہیں امی مجھے یہ سڑک کے کنارے ملی تھی۔ تب سے بس روئے جا رہی ہے۔ کچھ بتا ہی نہیں رہی۔ اسکے لہجے میں فکر واضح تھی۔

کیا ہوا ہے آمنہ۔ بتاؤ مجھے۔ سنبل اسکا چہرے تھامے اس سے پوچھ رہی تھیں۔ اس نے روتے روتے سب بتا دیا۔ سنبل اور ولید اس انکشاف پر منہ کھولے کھڑے تھے۔

ممی میرا یقین کریں میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے۔ وہ سنبل کا ہاتھ تھامے رو رہی تھی۔ انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

مجھے پتا ہے میری جان کہ میری آمنہ کیسی ہے۔ تمہیں مجھے صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے اسے پچکارتے ہوئے اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ اب بھی رو رہی تھی۔

امی اسے اندر لے جائیں پتا نہیں کب سے رو رہی ہے۔ ولید نے آگے بڑھ کر سنبل سے کہا تو وہ سر ہلا کر اسے اندر لے گئیں۔ اسے بڑی مشکل سے سلا کر وہ واپس آئیں تب بھی وہ وہیں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ جان گئی تھیں کہ وہ کتنا پریشان ہے۔ آمنہ کی منگنی پر وہ نہیں آیا تھا۔ اسکے بعد سے وہ انکے گھر ہی نہیں آیا تھا۔ تب انہیں اسکی ماں سے پتا چلا تھا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے۔

زیب تم مجھے کہتی تو صحیح۔ تم نے تو ذکر تک نہیں کیا۔ انہوں نے دیورانی سے شکوہ کیا تھا۔ وہ تو انہیں آمنہ جتنا ہی پیارا تھا۔ ثروت جب رشتہ لیکر آئیں تو بلال نے فوراً ہی ہاں کر دی تھی کہ معز میں کوئی خامی نہیں تھی۔ جب انہیں پتا چلا تو ملال انہیں بھی ہوا کہ ولید ان کے لئے ان کے اپنے بیٹے جیسا تھا۔ مگر کیا کر سکتے تھے کہ منگنی ہو چکی تھی۔ اب قسمت انہیں کہاں لے آئی تھی وہ ولید کو دیکھ کر دکھ سے وہیں بیٹھ گئیں۔

کیسی ہے آمنہ اب؟

یہ سب کیا ہو گیا ہے ولید۔ وہ روتے ہوئے اسکے گلے لگ گئیں۔

امی روئیں مت۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

معز ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

روئیں مت امی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ ان سے زیادہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔ جب بلال کو یہ سب پتا چلا تو پہلے تو انہیں صدمہ پہنچا پھر ثروت کو کال ملائی۔

تمہارے بیٹے کی جرات کیسے ہوئی میری بیٹی کو تکلیف دینے کی۔ وہ پھٹ پڑے تھے۔

بھائی صاحب میری بات سنیں۔

اب سننے کو کیا بچا ہے ثروت۔ اس نے میرا مان توڑ دیا ہے۔ میری بچی کو توڑ دیا ہے۔ میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ وہ چلا رہے تھے۔ ثروت کر بھی کیا سکتی تھیں سو خاموشی سے سب سنتی رہیں۔

چاچو چچی کو جب پتا چلا تو فورا چلے آئے۔ سنبل کا تو رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔ زیب انہیں سنبھال رہی تھیں۔

بھیا کیا ہو گیا ہے؟ سنبھالیں خود کیوں۔ آپ اس طرح کریں گے تو آمنہ اور بھابھی کو کون سنبھالے گا۔ فیروز بھائی کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔

فیروز میری بچی۔

بھیا کچھ نہیں ہوا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ کیسی ہے۔ آپ کیوں فکر کر رہے ہیں

فیروز کون کرے گا میری بیٹی سے شادی؟ وہ فکرمند ہو رہے تھے۔

بھیا کیسی بات کر رہے ہیں آپ۔ خدانخواستہ ہماری بیٹی میں کوئی عیب تو نہیں ہے نا۔ تو آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں۔

میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔ کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا؟

کچھ نہیں ہوا ہے بھیا۔ آپ کو اگر آمنہ کی فکر ہے تو مت کریں۔ وہ جیسے آپ کی بیٹی ہے ویسے ہی میری بھی بیٹی ہے۔ آپ کو اسکی شادی کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب کہیں گے میں اپنی بیٹی کو لے جاوں گی۔ زیب نے اتنے مان سے کہا کہ بلال خاموش ہو گئے۔

بھابھی آپ پہلے ولید سے بات کر لیں۔

اس سے کیا بات کرنی ہے بھیا۔ جب ہم کہہ رہے ہیں تو اپ کو کیا اعتراض ہے۔ اب کے فیروز بولے تھے۔

میں تم دونوں کے۔ جزبوں کی قدر کرتا ہوں مگر پہلے ولید سے پوچھ لو۔

ولید نے سنتے ہی ہاں کر دی تھی۔ اس سے پوچھنا تو بس ایک فارمیلٹی تھی۔ جواب تو سب ہی جانتے تھے۔

پھر یہ طے پایا کہ جس دن آمنہ اور معز کی شادی ہونی تھی انہی ڈیٹس پر آمنہ اور ولید کی شادی ہو گی۔

آمنہ بہت پریشان تھی۔ ممی پاپا سے اس نے کچھ نہیں کہا تھا کہ وہ بہت خوش تھے مگر معز کی جگہ ولید اور پھر جو کچھ ہوا کیا وہ اس پر یقین کرے گا؟ کیا وہ کبھی اسے معز کے حوالے سے کبھی کچھ نہیں کہے گا؟ کیا

سب ٹھیک ہو جائے گا؟ کتنے سارے سوال تھے جو اسے ڈسٹرب کر رہے تھے۔ آخر کار ان کی شادی ہو ہی گئی۔

وہ دولہن بنی ولید کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ ولید کی کزنز اس کے گرد جمع تھیں۔

"تم سب یہاں کیا کر رہی ہو؟ چلو جاو نیچے۔ بھابھی کو آرام کرنے دو"۔ چچی خفگی سے بولیں تو وہ سب نیچے چلی گئیں۔

" آرام سے بیٹھو بیٹا۔ اب یہ تمہارا ابھی گھر ہے۔ کوئی تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ زیب اسکے ماتھے پر ٹیکا ٹھیک کرتے ہوئے بولیں تو وہ مشکل سے مسکرانے لگی۔ اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اسکی تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا۔

"میں ولید کو بھیجتی ہوں"۔ زیب اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی باہر نکل گئیں۔ دس منٹ بعد وہ کمرے میں آیا تھا۔ آمنہ اسے دیکھ کر سمٹ گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے بہت نرمی سے پوچھا تھا۔

"جی"۔ وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی۔

"تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ ہیں نا؟" وہ اس سے استفسار کر رہا تھا مگر لہجہ اب بھی نرم ہی تھا۔ جواباً وہ خاموش رہی مگر سر اور جھک گیا۔

"اٹس اوکے۔ میں سمجھ سکتا ہوں تم کس فیز سے گزر رہی ہو آمنہ۔ معز نے اچھا نہیں کیا۔ مگر جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ ماضی کا سوچ کر اپنے حال اور مستقبل دونوں کو خراب مت کرو"۔ اسکے لہجے کی نرمی اسے سکون دے رہی تھی۔ اسے اتنی ہمت دے رہی تھی کہ پوچھ بیٹھی "آپ کو لگتا ہے میں خراب لڑکی ہوں"؟

"مجھے لگتا ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ تم ایسی بالکل بھی نہیں ہو۔ اگر تم خراب لڑکی ہوتیں تو تم یہاں اس جگہ نہیں ہوتیں۔ سب کو پتا ہے کہ تم کیسی ہو۔ اسلئے کسی اور کی باتوں کو دل پر مت لگاو ورنہ یہ جو بہت لمبی زندگی ہے نا یہ کاٹنا مشکل ہو جائے گی"۔ وہ اسکے کانپتے ہوئے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے ہوئے بولا تھا۔ اس کے اتنی محبت سے اسے سمجھانے پر اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"لک آئی نو ہماری شادی تمہاری مرضی کے خلاف ہوئی ہے۔ بٹ ہم کزنز تو اب بھی ہیں نا۔ اسلئے تمہیں اس سب کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں یا میری فیملی تمہارے بارے میں کیا سوچے گی۔ کیا کہے گی۔ ہم سب تمہیں بچپن سے جانتے ہیں۔ تمہارا کردار کتنا مضبوط ہے وہ نہ تو مجھے کسی کو بتانے کی ضرورت ہے نہ ہی تمہیں۔

یہ رشتہ اور مجھے ایز آ ہسبینڈ ایکسیپٹ کرنے میں تمہیں وقت لگے گا۔ یا ہو سکتا ہے تم ایکسیپٹ نہ کر پاو۔ اس صورت میں تم جو چاہو گی وہی ہو گا۔ میں بس یہ چاہتا ہوں تم ایک ٹوٹے رشتے کے غم میں باقی رشتوں کو مت بھول جاو۔ اپنے ارد گرد دیکھو لوگ تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔ تمہاری یہ حالت انہیں دکھ دیتی ہے" وہ بہت محبت سے اسے سمجھا رہا تھا۔ آمنہ کے سارے خدشات دور ہو رہے تھے۔ اسے

اب سمجھ آئی تھی کہ ممی کیوں کہتی تھیں کہ جو ہوتا ہے وہ اچھے کے لئے ہوتا ہے۔ اسکے اور معز کے رشتے کے ختم ہونے کے پیچھے اللہ کی کیا مصلحت تھی۔ اسے سب سمجھ آ رہا تھا۔ احساس تشکر سے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"آئی تھنک ہمیں سو جانا چاہیئے رات بہت ہو گئی ہے۔ تم یہاں سو جاو میں صوفے پر سو جاوں گا"۔ ولید اسکے آنسو دیکھ کر کچھ اور ہی سمجھا سو اسکے ہاتھ کو فورا چھوڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

وہ چینج کر کے آیا تو وہ آنکھیں موندے صوفے پر بیٹھی تھی۔ وہ اسکے پاس بیٹھ گیا۔

"میں یہاں سو جاوں گا۔ مجھے کوئی پرابلم بھی نہیں ہو گا"۔ اسکے پاس بیٹھا کسی بچے کی طرح وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"نہیں آپ سو جائیں وہاں"۔ وہ سر جھکائے اتنا ہی بول سکی۔

"چلو ایک کام کر لیتے ہیں۔ ادھر آو"۔ اسے بیڈ پر بٹھا کر اس نے درمیان میں کشنز رکھ دیئے۔ "اب ٹھیک ہے"۔ وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"آرام سے سو جاو۔ تمہاری مرضی کے بغیر میں تم سے بات بھی نہیں کروں گا"۔ اسے اپنی طرف دیکھتے ہوئے وہ مسکرا کر کہتا ہوا لیٹ گیا۔ آمنہ کی طرف اسکی پیٹھ تھی۔ وہ کافی دیر اس شخص کو دیکھتی رہی جو اسکا اتنا خیال رکھ رہا تھا۔

صبح وہ اٹھا تو وہ بیڈ پر نہیں تھی۔ وہ یہ سوچ کر لیٹا رہا کہ وہ واش روم میں ہو گی۔ مگر کافی دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ فریش ہو کر نیچے آیا تو وہ امی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سلام کر کے بابا کے پاس بیٹھ گیا۔

"میں تمہارے لئے بہت خوش ہوں آج"۔ فیروز نے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں بھی اپنے لئے بہت خوش ہوں"۔ وہ سرگوشی میں بولا تو فیروز ہنس دیئے۔

"خدا تمہاری خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگائے"۔ انہوں نے دل سے دعا دی تھی۔

"آمین"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ فیروز اسکے چہرے پر سکون اور خوشی دیکھ سکتے تھے۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں باپ بیٹے کی؟" زیب انکی طرف متوجہ ہوئیں تو انہیں ہنستا دیکھ کر پوچھ بیٹھیں۔

"بھئی ہم نے آپ سے پوچھا کہ آپ ماں بیٹی کی کیا باتیں ہو رہی تھیں؟ تو ہم کیوں بتائیں کہ ہم کیا باتیں کر رہے تھے"۔ فیروز بیوی کو چھیڑتے ہوئے بولے تو وہ ہنس دیں۔

"تمہارے چاچو نا کبھی نہیں سدھریں گے۔ تم بیٹھو انکے پاس میں ناشتہ لگواتی ہوں"۔ وہ اٹھیں تو وہ بھی انکے ساتھ اٹھ گئی۔

"میں ہیلپ کرا دیتی ہوں"۔

"نئی نویلی دولہن ہو تم۔ آتے ہی کیا کام کروانا شروع کر دوں؟" وہ خفگی سے کہتے ہوئے اسے ولید کے پاس صوفے پر بٹھا کر چلی گئیں۔

"ولید بہت اچھا ہے۔ تمہارا بہت خیال رکھے گا۔ معز کی باتوں کو دل سے لگا کر رکھو گی تو آگے نہیں بڑھ سکو گی۔ اس نے بہت محبت سے تمہارا ہاتھ تھاما ہے۔ اسے مایوس مت کرنا"۔ ولیمے کے بعد وہ گھر آئی تو ممی اسے سمجھانے لگیں۔

"جی"۔ وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ان سے کیا کہتی کہ وہ تو خود اس بات کی گواہ ہے کہ وہ اسکا کتنا خیال رکھتا ہے اور وہ کتنا اچھا ہے۔

"کیا باتیں کر رہی ہیں امی؟" وہ بچپن سے انہیں امی اور بلال کو ابو کہا کرتا تھا۔ اسے دیکھ کر سنبل مسکرا دیں۔

"کچھ خاص نہیں۔ آو بیٹھو"۔ وہ انکے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"حمزہ کہاں ہے؟" وہ آمنہ کے بھائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"باہر گیا ہوا ہے ابھی آتا ہو گا۔ تم کچھ لو گے"۔ سنبل کے پوچھنے پر اس نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"آپ ایسے کیوں بیہیو کر رہی ہیں جیسے میں مہمان ہوں ؟" اس کے لہجے میں ناراضگی واضح تھی۔ وہ جب سے آیا تھا سنبل اس سے سنبھل سنبھل کر بات کر رہی تھیں۔ بار بار اس سے پوچھ رہی تھیں کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ وہ انکی اس بات سے چڑ رہا تھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے"۔ اسکی ناراضگی پر وہ شرمندہ ہو کر بولیں۔

"ہونی بھی نہیں چاہیئے۔ جب سے میں آیا ہوں آپ کو میری ہی فکر لگی ہوئی ہے۔ آپ مجھ سے بات کرنے میں بھی احتیاط برت رہی ہیں۔ ایک اور رشتہ بننے سے کیا ہمارے درمیان فاصلے آ گئے ہیں؟ میں پہلے بھی آپکا بیٹا تھا اب بھی ہوں۔ میرے ساتھ وہی رشتہ رکھیں نا۔ ویسا ہی سلوک کریں جیسا پہلے کیا کرتی تھیں"۔ وہ انکا ہاتھ تھامے انکے ساتھ بیٹھا تھا۔ آمنہ نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ اسکی آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ اسکا ظاہر اور باطن بالکل صاف ہے۔ سنبل نے بے اختیار اسکا ماتھا چوم لیا۔

" آپ جیسا چاہیں مجھ سے ویسا سلوک کر سکتی ہیں۔ ڈانٹ بھی سکتی ہیں اور مار بھی۔ ہمارے درمیان جو کچھ ہو گا وہ ہم تک ہی رہے گا۔ اسکا اثر ہمارے رشتے پر نہیں پڑے گا"۔ اس نے اپنے اور آمنہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"خوش رہو"۔ سنبل آبدیدہ ہو گئیں۔

"اب چلیں مجھے آپکے ہاتھ کی چائے پینی ہے"۔ وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو وہ بھی کھڑی ہو گئیں۔

"تم بیٹھو میں لاتی ہوں"۔ انکے کہنے پر اس نے خفگی سے دیکھا تو وہ مسکرا کر بولیں۔ "اچھا آجاو۔ میں بھول گئی تھی کہ تم پہلے بھی وہیں کھڑے ہو کر چائے بنواتے تھے"۔

وہ سو رہی تھی جب اچانک اسکی آنکھ کھل گئی۔ ولید کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ اسکے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ خواب میں ڈر رہا ہے۔ اس نے لائٹس آن کر کے اسے آواز دی۔ دو تین بار آواز دینے پر وہ نہ اٹھا تو اس نے اسکا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہیں آپ؟" آمنہ پانی کا گلاس اسے پکڑاتے ہوئے بولی۔ اسکے لہجے میں پریشانی تھی۔ ولید کو ایسا ہی لگا تھا۔ اسے بغور دیکھتے ہوئے اس نے سر ہلا دیا۔

"لائٹس آن رہنے دوں؟" پانی پی کر وہ لیٹا تو اس نے اسی لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں بند کر دو"۔ وہ لائٹس آف کر کے لیٹ گئی تھی مگر وہ اندھیرے میں بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"تم ڈر گئی تھیں؟" کافی دیر بعد ولید نے سوال کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔

"جی"۔ سادگی سے کہتے ہوئے اس نے کروٹ بدل لی۔ ولید ہلکا سا مسکرا دیا۔

وہ اپنے ٹاپس کو لاک کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ بند نہیں ہو رہا تھا۔

"مے آئی؟ مجھے پتا ہے یہ لاک مشکل سے ہوتا ہے۔ایک دو دفعہ حمزہ کو تمہیں پہناتے دیکھا تھا"۔اسکے نرم لہجے پر اس نے ٹاپس اسکی ہتھیلی پر رکھ دیا۔یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ اسکے اتنا قریب کھڑا تھا۔آمنہ کی دھڑکنیں تیز ہوگئی تھیں۔

"اگر اجازت دو تو ایک کام کر سکتا ہوں"۔وہ اسکے چہرے کو اپنی آنکھوں کے حصار میں لئے بولا۔

"جی؟"وہ سمجھ نہیں سکی کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔اس نے اسکی مانگ میں اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی۔"تم میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو جسے میں نے روح کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔تمہارا میری زندگی میں ہونا ہی میرے لیے بہت بڑی نعمت ہے جس کا میں چاہ کر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا"۔وہ اسکے سامنے پہلی مرتبہ اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔اس کا روم روم اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔آمنہ کی آنکھیں بھر آئیں۔اس نے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔اگرچہ آمنہ نے اپنی زبان سے اظہار نہیں کیا تھا مگر اس نے ولید کی باتوں پر بھروسہ کر لیا تھا۔ولید کے لئے تو اتنا ہی بہت تھا۔اس نے پورے استحقاق سے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔

"کل مجھے دوبئ جانا ہے۔واپس کب آوں گا کچھ کہہ نہیں سکتا۔ایک مہینہ بھی لگ سکتا ہے اور دو بھی۔میں تمہیں بہت مس کروں گا۔روز ویڈیو کال کیا کروں گا۔بات کرو گی نا مجھ سے"۔وہ اسے ساتھ لگائے پوچھ رہا تھا۔اس نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مسکرا دیا۔وہ چلا گیا تھا۔

اسکی واپسی سوا دو ماہ بعد ہوئی تھی۔ پہلے پہلے تو وہ روز کال کیا کرتا تھا مگر ایک ماہ بعد اس نے کال کرنا بند کر دی۔ آمنہ کو لگا وہ مصروف ہو گیا ہو گا۔ مگر جب وہ واپس آیا تو آمنہ کو وہ مختلف لگا تھا۔ وہ چچی سے ٹھیک سے بات نہیں کر تا تھا۔ اس سے بھی کھینچا کھینچا رہتا تھا۔ چاچو کے ساتھ اسکا رویہ بالکل ٹھیک تھا۔ وہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس نے اکثر چچی کو روتے دیکھا تھا۔ آخر اس نے ولید سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"کچھ بات کرنی تھی آپ سے"۔ ولید لیپ ٹاپ پر مصروف تھا جب اس نے ہمت کر کے بات شروع کی۔

ولید نے کچھ کہے بنا اس کی طرف دیکھا۔

"آپ چچی کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ وہ اتنا رو رہی تھیں۔ آپ پہلے تو ایسے نہیں تھے"۔ بہت مشکل سے ہی صحیح مگر اس نے دل کی بات کر دی تھی۔

"کیا کر رہا ہوں میں؟" وہ ابرو اچکاتے ہوئے بولا۔

"آپ جانتے ہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ پلیز ایسا مت کریں۔ آپ ان سے ناراض ہیں تو بس کریں نا۔ اتنی سزا کافی ہے انکے لئے"۔ وہ اب روہانسی ہو رہی تھی۔

"رو کیوں رہی ہو؟" وہ اسے ایسے روتا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"آپ پلیز انہیں معاف کر دیں۔" وہ سر جھکائے بولی تو وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ کر دیں گے نا انہیں معاف؟" وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسکے بعد آمنہ نے نوٹ کیا کہ وہ چچی سے واقعی ٹھیک سے بات کرنے لگا تھا۔

وہ تو پہلے ہی انہیں معاف کر چکا تھا بس انکی حرکت ہی ایسی تھی کہ وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اپنی ماں کی حالت دیکھ کر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب یہ ناراضگی بند کر دیگا۔ اسی رات آمنہ نے اس سے بات کی تھی۔

اسے اپنی ماں کے لئے آمنہ کا اسطرح پریشان ہونا اچھا لگا تھا۔

"شام کو روزینہ اور اسکی فیملی آرہی ہے۔ رات کھانا اکٹھے کھائیں گے"۔ زیب فیروز کو بتا رہی تھیں جو اپنے آفس جانے کی تیاری کر رہے تھے۔

"کیا بنواوں کھانے میں؟" انہیں کوٹ پہناتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھیں۔

"انہی کی پسند کا کچھ بنوا لو"۔

"آمنہ بیٹا ولید سے کہنا کہ گھر جلدی آجائے"۔ فیروز باہر نکلتے ہوئے آمنہ کو سامنے دیکھ کر بولے۔

"جی چاچو"۔ وہ تابعداری سے کہتے ہوئے اپنے روم کی طرف چلی گئی۔ اندر آئی تو ولید کو کمرے میں کچھ ڈھونڈتا ہوئے پایا۔ اسے دیکھتے ہی بولا۔ "یار تم نے میرا والٹ دیکھا ہے۔ ابھی یہیں رکھا تھا پتا نہیں کہاں چلا گیا"۔

"یہ لیں"۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے اسکا والٹ اٹھا کر اسے دے دیا۔

"گھر جلدی آجایئے گا آج"۔اسکی آواز پر وہ جاتے جاتے رک گیا۔

"چاچو نے کہا ہے"۔اس کے مڑنے سے پہلے ہی وہ جھٹ سے بول پڑی تو وہ ہنس دیا۔

"کاش تم بھی کبھی یہ کہو"۔وہ دل میں کہتا ہوا سر جھٹک کر چلا گیا۔

مسز روزینہ فاروقی انکی فیملی ریلیٹو تھیں جو اسلام آباد میں مقیم تھیں۔بچوں کے پیپرز کی وجہ سے وہ شادی میں نہیں آسکیں۔اسکے بعد تو پھر بعد ہی ہوتی چلی گئی۔اب وہ شادی کے ڈھائی ماہ بعد مبارکباد دینے آرہی تھیں۔خالہ نے اسے بہت پیارا سا تیار کیا تھا۔بلیک کلر کے سلک کی شرٹ اور ٹراوزر کے اوپر بلیک ویلویٹ پر گولڈن کلر کے کام سے بھری ہوئی شال میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔مہمان آچکے تھے مگر ولید ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"بیٹا ولید کو کال کرو اور گھر آنے کا کہو"۔وہ کچن میں تھی جب چاچو نے اسے کہا۔

"جی میں کرتی ہوں"۔تابعداری سے کہتی ہوئی وہ کمرے میں آگئی۔

"ہیلو"۔کال ریسیو ہوتے ہی وہ بولی مگر جواب نہیں آیا۔

"ہیلو"۔جواب پھر بھی نہیں دیا گیا۔

"ہیلو"۔وہ زرا زور سے بولی۔

"آج میری یاد کیسے آگئی؟" اسکے کال ڈسکنیکٹ کرنے سے پہلے وہ بولا۔

"چاچو آپکا پوچھ رہے ہیں۔وہ کہہ رہے ہیں کہ جلدی گھر آجائیں"۔وہ ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں صحیح کرتے ہوئے بولی۔

"یہ چاچو نے تمہیں میسنجر بنا رکھا ہے کیا؟" وہ شرارتی لہجے میں بول رہا تھا۔

"کیا کہوں ان سے؟" وہ سادگی سے پوچھ رہی تھی۔ولید کو اسکا اس طرح سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

"آرہا ہوں۔راستے میں ہی ہوں"۔

"کیا کہہ رہا ہے؟" وہ کمرے سے نکلی تو فیروز نے اس سے پوچھا۔

"آرہے ہیں۔راستے میں ہیں"۔کہتے ہوئے وہ وہیں آگئی۔

وہ روزینہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔وہ بغور اسکا مشاہدہ کررہی تھیں۔انکی نظریں اسے مسلسل نروس کر رہی تھیں۔

"کتنا عرصہ ہو گیا ہے بھلا شادی کو؟" اسے دیکھتے ہوئے وہ زیب سے پوچھ رہی تھیں۔

"ڈھائی مہینے ہونے والے ہیں"۔زیب نے نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"کوئی خوشخبری وغیرہ بھی ہے؟" انکے سوال پر امنہ نے چونک کر زیب کو دیکھا تھا۔

"ابھی تو نہیں ہے"۔وہ جزبز ہو کر بولیں۔

"کوئی دم درود کروایا؟" وہ سرگوشی کے انداز میں بولیں۔

"کس لئے ؟"زیب کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"خیر سے ڈھائی ماہ ہو گیا ہے اور ابھی تک کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ کوئی دم درود کرواو۔ کسی مولوی کو بلاو۔ ایک ہی بیٹا ہے تمہارا۔ کون سے دس بارہ بچے ہیں"۔ آمنہ کو وہاں بیٹھنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔ کتنی عجیب باتیں کر رہی تھیں وہ۔ زیب خود انکی باتوں سے پریشان تھیں۔ وہ ہمیشہ ہی بے پر کی ہانکا کرتی تھیں۔ وہ انکی طبیعت سے واقف تھیں مگر آمنہ وہ اسکے چہرے کے تاثر دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ یہ تو اللہ کی مرضی ہے"۔ وہ بات سنبھالتے ہوئے بولیں مگر سامنے تھے روزینہ تھیں۔

"اللہ کی مرضی کیا آج کل کی تو عورتیں ہی نہیں چاہتیں کہ وہ ماں بنیں۔ کسی کے کہنے میں ہی نہیں ہیں آج کل کی اولاد۔ اسی نے منع کیا ہو گا۔ پتا کرو تم ولید سے"۔ اب تو وہ آمنہ کی طرف اشارہ کر کے اسے سنا رہی تھیں۔ وہ منہ کھولے انہیں دیکھے گئی۔

"بس بھی کرو روزینہ ایسا کچھ نہیں ہے"۔ زیب اب اس ڈسکشن سے تنگ آ گئی تھیں سو چڑ کر بولیں۔

"ارے تم کہتی ہو تو میں بس کر دیتی ہوں مگر تم یاد رکھنا یہ اتنی جلدی تمہیں دادی بننے کا سکھ نہیں دے گی۔ پتا نہیں ولید خوش بھی ہو گا یا نہیں ؟"انہوں نے ایک اور شوشہ چھوڑ دیا تھا۔

"بہت خوش ہے وہ"۔ زیب کہ۔ اواز نہ چاہتے ہوئے بھی اونچی ہو گئی تھی مگر سامنے والے کو کب پرواہ تھی۔

" تبھی اب تک گھر نہیں لوٹا"۔ وہ ایک اداسے بولیں تو آمنہ ضبط کے باوجود اپنے آنسو نہ روک سکی سو اٹھ کر کچن میں آگئی۔

ولید گھر پہنچا تو روزینہ اس سے بہت محبت سے ملیں۔

تمہیں کیا پتا نہیں تھا کہ ہم آرہے ہی؟ روزینہ نے کھانا کھاتے ہوئے ولید سے پوچھا۔

"پتا تھا آنٹی مگر ٹریفک جام تھا اسلئے دیر ہو گئی"۔ وہ شرمندہ ہوتا ہوا بولا۔

"اچھا مجھے لگا"۔ زیب نے انہیں گھورا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

"آمنہ بیٹا آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟" فیروز نے آمنہ کو یونہی پلیٹ میں کھانے لئے بیٹھے دیکھا تو پوچھ بیٹھے۔

" کھا رہی ہوں چاچو"۔ بہت مشکل سے وہ ضبط کر کے بولی۔

"کیا ہوا ہے؟" ولید نے آہستہ سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر روزینہ زیب کے ساتھ کمرے میں چلی گئیں۔ ولید اور فیروز سٹڈی میں تھے۔ وہ زلیخا کے ساتھ کچن سنگوانے لگی۔ فارغ ہو کر واپس آئی تو زیب سے سامنا ہوا۔

"روزینہ کی باتوں سے پریشان ہو؟" اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر زیب پریشان ہو گئیں۔

"وہ ایسی ہی ہے۔ تم اسکی باتوں کو دل سے مت لگاؤ۔ جاو آرام کرو صبح سے لگی ہوئی ہو"۔زیب نے محبت سے کہتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگالیا۔ وہ خاموش رہی۔ تبھی ولید وہاں آگیا۔

"کہاں جارہے ہو ولید؟"زیب نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا جہاں ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔

"تھوڑا کام تھا تو ہم باہر جارہے ہیں"۔

"ہم کون؟"زیب نے حیرت سے پوچھا۔

"ہم"۔اس نے آمنہ کی اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وہ صبح سے کام میں لگی ہوئے ہے۔ تھک گئی ہو گی۔ صبح چلے جانا"۔زیب اسکی تھکن کے خیال سے بولیں۔

"ادھر آئیں آپ۔ تم پلیز اوپر سے میرا اسیل فون لے آو میں یہیں ویٹ کر رہا ہوں"۔ماں کو ایک طرف لے جاتے ہوئے وہ آمنہ سے کہنے لگا۔ وہ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ جو آپکی بہو صبح سے کام کر رہی ہے نا اس نے کھانا نہیں کھایا ہے"۔وہ ماں کے گلے میں بانہیں ڈالے بولا۔

"تم اسے کھانا کھلانے لے جارہے ہو؟"وہ خوشگوار حیرت سے پوچھ رہی تھیں۔

"جی"۔

"لیکن"۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتیں ولید نے بات کاٹ دی۔

"نہیں لے جانا چاہیئے ؟" اسکے اسطرح بات کاٹنے پر برا مناتے ہوئے انہوں نے اسے ایک چپت لگائی۔

"ماں کی بات پوری نہ سننا۔ وہ روزینہ کی باتوں سے اپسیٹ ہے"۔

"کیوں ؟ اب انہوں نے کیا کہا ہے ؟" وہ ان کی عادت سے واقف تھا سو تفصیل پوچھنے لگا۔ جواب میں انہوں نے سب بتا دیا۔

"تم اسے کھانا کھلا لاو اور اسے سمجھا بھی دو"۔

"آپ پر انکی باتوں کا کوئی اثر تو نہیں ہوا نا؟" وہ ماں کو چھیڑتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔ میرے لئے یہی بات تسلی بخش ہے کہ میرا بیٹا خوش ہے۔ اسی میں میری خوشی ہے"۔

انہوں نے ولید کا چہرہ ہاتھوں میں لئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"کیا ہوا ہے ؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے سوال کیا۔

"کچھ نہیں"۔ وہ سادہ لہجے میں بولی۔

"تو اداس کیوں ہو؟" سامنے دیکھتے ہوئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں میں"۔ وہ بھی باہر ہی دیکھ رہی تھی بلکہ اپنے آنسو اندر اتار رہی تھی۔

"کیا کھاو گی؟ فاسٹ فوڈ یا پھر"۔ وہ موضوع بدلتے ہوئے بولا۔

"میں نے کھالیا ہے کھانا"۔ وہ اب بھی باہر دیکھ رہی تھی۔

"دیکھا ہے میں نے جو کھایا ہے"۔ وہ جتاتے ہوئے بولا۔ آمنہ خاموش رہی۔

"کہاں چلنا ہے؟" تھوڑی دیر کے توقف سے بولا۔

"جو کہوں گی وہ مانیں گے؟" اسکی بات پر ولید نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے؟"

"برا تو نہیں مانیں گے نا"۔ وہ اب اسے دیکھ رہی تھی۔

"بالکل بھی نہیں"۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک خاموش لانگ ڈرائیو پر چلیں"۔ وہ باہر دیکھتے ہوئے بولی تو ولید نے کچھ کہے بنا گاڑی مین روڈ پر ڈال دی۔ آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس نے گھر واپسی کے لئے گاڑی موڑی۔ ڈرائیو کے دوران وہ اس پر نظر ڈالتا رہا۔ وہ آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھی رہی۔ گاڑی رکنے پر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک ریسٹورنٹ کے باہر کھڑے تھے۔

"میں نے تمہاری بات مانی تھی۔ اب تم میری مانو"۔ مسکرا کر کہتا ہوا وہ گاڑی سے اترا اور اسکا ہاتھ تھامے اسے اندر لے آیا۔

"تمہیں آنٹی کی باتوں کا برا لگا ہے۔ ہے نا؟" رات وہ چینج کر کے آیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔

"وہ ایسی ہی ہیں۔ ان کی باتوں کی طرف دھیان مت دیا کرو۔ اوکے"۔ اس نے اپنے مخصوص نرم اور محبت بھرے لہجے میں کہا تو آمنہ نے ہاں میں سر ہلایا۔ ولید نے اسکا ماتھا چوم لیا۔ "دیٹس لائک مائی گرل"۔

"ویسے پتا نہیں کیوں مگر آج تم مجھے بہت اچھی لگ رہی ہو"۔ وہ اسکی طرف جھکا تو وہ پیچھے کو ہو گئی۔

"کیا کر رہے ہیں"؟ وہ خفگی سے بولی تو اس نے شرارتی لہجے میں کہا "آنٹی کی باتوں کا اثر لے رہا ہوں"۔

"ولید تنگ مت کریں"۔ اسکی بات اسے بری لگی تھی۔

"میں تنگ کر رہا ہوں؟" وہ منہ بسورتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ جب وہ بولی نہیں تو اسکی طرف پیٹھ کر کے لیٹ گیا۔

"اچھا ناراض تو نہ ہوں"۔ وہ بے بسی سے بولی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تمہیں میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پڑتا ہے تو کہہ رہی ہوں نا"۔ وہ بیڈ شیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تو وہ خوش ہو گیا۔

"اور کس کس چیز سے فرق پڑتا ہے"۔ وہ تجسس سے پوچھ رہا تھا۔

"سو جائیں۔ ٹائم دیکھیں کیا ہو رہا ہے"۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی تو وہ چڑ گیا۔

"میری نیندیں اڑا کر کہہ رہی ہو سو جائیں ٹائم دیکھیں کیا ہو رہا ہے؟" وہ اسی کے انداز میں بولا تو وہ ہنس دی۔

"آپ بہت خراب ہیں"۔

"تم نے ہی کیا ہے"۔ اسے بانہوں میں لیتے ہوئے ولید نے اسکا ماتھا چوم لیا۔

صبح وہ اٹھ کر آئی تو روزینہ خالہ کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔ وہ سلام کر کے کچن میں چلی گئی۔

ناشتے کے بعد وہ خالہ کے ساتھ شاپنگ پر چلی گئیں۔ وہ کمرے میں آئی تو ولید کچھ

ڈھونڈ رہا تھا۔

"کیا چاہیئے؟"

"کچھ نہیں موبائل رکھ دیا ہے کہیں"۔ وہ موبائل ڈھوندتے ہوئے بولا تو اس نے سائیڈ ٹیبل پر سے

موبائل اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا۔

"کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اگر تم نہیں ہوتیں تو میرا کیا ہوتا"۔ اسکے قریب آ کر وہ بولا تو وہ پیچھے کو ہو گئی۔

اس نے آمنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کر لیا۔

"ہیپی برتھ ڈے سویٹ ہارٹ"۔ ولید نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"بھیا"۔ دانیال کی آواز پر وہ پیچھے ہو گیا۔ آمنہ نے منہ بھی پرے کر لیا۔

"چلیں بھیا؟" روزینہ کی ہی فرمائش پر وہ انکے بیٹے کو ساتھ آفس لیکر جا رہا تھا۔ حالانکہ وہ زیب سے کہہ

چکا تھا کہ بچے کا آفس میں کیا کام مگر وہ کیا کہتیں۔ سو مجبوراً وہ اسے لیکر جا رہا تھا۔

"ہاں چلو۔ میں آرہاہوں"۔ وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔ اسکے جاتے ہی اس نے آمنہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"گفٹ اپنی مرضی کا لوگی یا میری مرضی کا؟" ولید کے اتنا قریب کھڑے ہونے پر وہ نروس ہو رہی تھی۔

"بھیا آ بھی جائیں"۔ دانیال نے باہر سے آواز دی تھی۔

"سوچ کر بتا دینا"۔ اسے کہتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔

"ہیلو"۔

"کیسی ہو برتھ ڈے گرل؟" وہ محبت پاش لہجے میں بولا تو وہ جھینپ گئی۔

"ٹھیک"۔

"پندرہ منٹ میں گھر پہنچ رہا ہوں میں۔ تیار رہنا ڈنر باہر کریں گے۔ اپنی پرپل فراک پہننا اس میں تم بہت اچھی لگتی ہو"۔ اسکی فرمائش پر اس نے حیرت سے سامنے شیشے میں دیکھا۔ وہ اسی فراک میں میں ملبوس تھی۔

"تم سن رہی ہو؟" کوئی جواب نہ پا کر وہ بولا تو آمنہ گڑبڑا گئی۔

"گھر پر کوئی نہیں ہے۔ ہم سب نزہت پھپھو کے گھر جا رہے ہیں۔ آپ بھی وہیں آجائیں"۔

"خیریت تو ہے نا؟" وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا کیونکہ صبح تک تو وہاں جانے کا کسی کا کوئی پلان نہیں تھا۔

"جی خیریت ہے"۔

"چلو پھر ملتے ہیں"۔

ولید جب وہاں آیا تو وہ ہما کے ساتھ کچن میں تھی۔ جب اسکے لئے پانی لیکر آئی تو وہ اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ وہ جانتی تھی کہ وجہ کیا ہے سو مسکرا دی۔ وہ سب بیٹھے کھانا کھا رہے تھے جب ثروت معزاور اسکی بیوی کے ساتھ پہنچیں۔ خوشگوار ماحول میں یک دم تلخی پیدا ہو گئی۔ چاچو اور چچی نے پھپھو سے واجبی سا سلام کیا۔ معز نے بھی پھپھو کو سلام کیا۔ امی ابو نے خلاف توقع پھپھو کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا۔ معزاور اسکی بیوی کو نظر انداز کئے سب کھانے میں مصروف ہو گئے مگر کھانا گلے سے اتارنا مشکل ہو رہا تھا۔ آمنہ نے ولید کو دیکھا جو اسکے ساتھ بیٹھا کھانے میں مصروف تھا۔

کھانے کے بعد سب بڑے ایک کمرے میں جمع تھے۔ ثروت پھپھو سب سے معافیاں مانگ رہی تھی۔ باہر بھی سب خاموش بیٹھے تھے۔ ثناء بھابھی نے ماحول کو خوشگوار کرنے کے لئے گیم کھیلنے کا کہا۔

سب لوگ بیٹھ جائیں۔ مرد حضرات اس طرف اور ہم لڑکیاں اس طرف۔ ہما تم اور عمر سب سے سوال پوچھنا۔ ہر کوئی اپنے جواب ایک صفحے پر لکھے گا۔ جن ہسبینڈ وائف کے جواب سب سے زیادہ میچ ہوں گے وہ ونر ہو گا۔

"آجاو آمنہ۔ اٹ ول بی فن"۔ آمنہ جو روزینہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس نے معزرت کی۔

"رہنے دیں نا۔ انہیں ڈر ہو گا کہ انکا کوئی جواب انکے ہسبینڈ سے میچ نہیں کریگا"۔ ثناء کے دوبارہ اسے بلانے پر جواب لیلہ نے دیا تھا جس پر معز نے بیوی کو گھورا۔

" آجائیں بھابھی آپ کو ولید بھائی کی قسم "۔ عمر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ثناء کے پاس بٹھا دیا۔ ہما اور عمر سب سے سوال کرتے رہے اور وہ جواب لکھتے رہے۔ گیم کے اینڈ پر پندرہ منٹ میں نتائج مرتب ہو رہے تھے جب روزینہ نے ولید کو مخاطب کیا۔

" تمہیں لگتا ہے تمہاری بیوی تمہارے بارے میں کچھ جانتی ہو گی "۔

"کیا مطلب ؟" وہ انکا مطلب سمجھا نہیں تھا۔

"ان سوالات کا جواب دے سکی ہو گی وہ کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا نہیں "۔ وہ اسکی نا سمجھی پر کھول کر بولیں۔

"نہیں بھی دے سکی گی تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا اٹس آ گیم آفٹر آل "۔وہ مسکراتے ہوئے بولا تو لیلہ تمسخر سے ہنسی۔

" مجھے تو نہیں لگتا"۔

"ارے آپ کے لگنے سے کیا ہوتا ہے آنٹی یہ دیکھیں بھابھی نے سب جواب صحیح دیئے ہیں"۔ عمر نے روزینہ کو کاغذ دکھاتے ہوئے کہا۔

ولید نے آمنہ کو دیکھا جو روزینہ آنٹی کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

۔۔۔۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم مجھے اتنا جانتی ہو"۔وہ چینج کر کے آئی تو ولید بیڈ پر نیم دراز تھا۔اس نے آمنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھا لیا اور اسکی گود میں اپنا سر رکھ دیا۔ولید نے اسکا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ دیا۔

"سنو۔مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاوگی نا"۔آمنہ کی گود میں سر رکھے وہ اسکا ہاتھ پکڑے پوچھ رہا تھا۔

"ایسا کیوں لگا آپ کو؟"

"پہلے میری بات کا جواب دو"۔وہ ضد کرتے ہوئے بولا۔

"نہیں"۔اس نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"معز کی وجہ سے لگا ایسا؟" آمنہ نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں"۔وہ اسکے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں نا؟" وہ اسکے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم تمام عمر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟" وہ حیران ہوا تھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔"یو آر سرپرائزنگ می ٹوڈے"۔وہ اسکے ہاتھ کو چومتے ہوئے بولا۔

"نہیں چھوڑیں گے نا؟" وہ آنکھوں میں آنسو لئے بولی۔

"نہیں۔ جب تک سانسیں ہیں تب تک نہیں چھوڑوں گا"۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"پرامس کریں کسی بھی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے ؟" وہ اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھیلائے بیٹھی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے یار ؟ اتنا کیوں ان سکیور ہو رہی ہو۔ میں تمہیں چاہ کر بھی نہیں چھوڑ سکتا"۔ اس نے آمنہ کو خود سے قریب کر لیا۔

"تو پرامس کر لیں نا؟" وہ بضد تھی۔ پہلی بار اس نے اسے ضد کرتے دیکھا تھا۔

"کہا تو ہے نہیں چھوڑوں گا". وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کہا ہے لیکن پرامس نہیں کیا"۔ وہ اسکے سینے سے لگی بولی تو ولید اس کے اعتراض پر ہنس دیا تو وہ برا مان گئی۔

"پرامس کرنا ضروری ہے کیا؟" وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"بہت ضروری ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ پرامس نہیں توڑتے ہیں۔ اس لئے پرامس کریں۔ میری تسلی کے لئے کر لیں"۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اب بھی ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی۔ ولید کو وہ کوئی چھوٹی بچی ہی لگ رہی تھی۔

"او کے بابا۔ آئی پرامس۔ بس ؟"۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے اسکے سر پر پیار کر لیا۔ اپنی سوچوں میں آمنہ کو احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ کب وہ اسکے اتنے قریب ہو گئی تھی۔ جب احساس ہوا تو بہت دیر ہو گئی تھی۔ اپنے لئے ولید کی والہانہ محبت کا اندازہ اسے اب ہو رہا تھا۔

۔۔۔۔

گزشتہ تین دنوں سے وہ اس سے ٹھیک سے بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ وجہ پوچھ پوچھ کر تھک گئی تھی۔ وہ ہر بار ٹال دیتا۔ بلاآخر رات وہ سونے کے لئے لیٹا تو وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ولید نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔ وہ اسکے سینے پر سر رکھ کر رو پڑی۔ وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔ ولید اس کی کمر سہلانے لگا۔ اسکے آنسو سسکیوں میں بدل گئے۔ وہ اسے چپ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا بلاآخر تھک کر وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ روتی رہی۔ کافی دیر رونے کے بعد جب اس نے اپنا سر اٹھایا تو ولید نے اسکے گرد بازو پھیلا دیئے۔ "رکھے رہو"۔ وہ اسکے کندھے سے اسکی شرٹ پکڑے ایک بار پھر سے رونے لگی۔

"رونے کو تو نہیں کہا"۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔

وہ روتے روتے سو گئی۔ صبح اٹھی تو اسکی آنکھیں سوج رہی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھی ہی تھی کہ ولید چائے لے آیا۔

"یہ لو"۔ چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ اسکے پاس بیٹھ گیا۔

"رات اتنا کیوں روئی تھیں؟" اسکے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔ وہ اسکی بے نیازی سے اسکے رویے سے عاجز آکر اتنا روئی تھی اور وہ پوچھ رہا تھا کہ کیوں روئی تھی۔ اسکی آنکھیں نم ہو گئیں تو وہ جلدی سے بولا۔ "اوکے بابا میری وجہ سے روئی تھیں۔ اینڈ آئی ایم سوری فار دیٹ۔ اب پلیز دوبارہ مت رونے لگ جانا"۔

"کیوں کر رہے تھے آپ ایسا؟" وہ شکایت کر رہی تھی۔

"میں تمہیں لیکر پوزیسو ہو گیا تھا"۔ وہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔

"اسی لئے بات کرنا چھوڑ دی"۔ وہ آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی۔

"نہیں۔ بس مجھے لگا"۔ وہ شرمندگی سے سر جھکائے بولا تو اس نے بات کاٹ دی۔

"کیا لگا؟" وہ غصے سے بولی۔

"میں نے بدھ کو تمہیں معز کے ساتھ کھاڈی پر دیکھا تھا۔ وہ تمہارے ساتھ کھڑا تھا۔ مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔ بس غصہ آرہا تھا"۔ وہ سر جھکائے بول رہا تھا۔

"اسی لئے بات نہیں کر رہے تھے"۔ وہ اب بھی غصے سے بول رہی تھی۔

"میں بس یہ چاہتا تھا کہ تمہیں کچھ غلط نہ کہہ دوں"۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔

"آپ مجھ سے پوچھ سکتے تھے نا کہ میں وہاں کیوں تھی"۔ وہ ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھ میں ہمت نہیں تھی"۔ وہ نظریں چراتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟ کیا آپ کا کوئی حق نہیں ہے مجھ پر۔ ویسے بھی اگر پوچھ لیتے تو یہ سب نہ ہوتا۔ میں خالہ کے ساتھ وہاں گئی تھی۔ وہ اپنی وائف کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ وہ بس معافی مانگ رہا تھا۔ دیٹس اٹ"۔ وہ ناراضگی سے اسے سب بتا رہی تھی۔

"اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو خالہ سے پوچھ لیں۔ وہ میرے ساتھ ہی تھیں جب وہ مجھ سے بات کر رہا تھا"۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"پلیز روتو نا۔ آئی ٹرسٹ یو"۔ اس نے شرمندگی سے آگے بڑھ کر اسکے آنسو صاف کر دیئے۔

"تبھی اس طرح بیہیو کر رہے تھے؟" اس نے شکوہ کیا تھا۔

"آئی ایم سوری یار۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں کچھ زیادہ ہی پوزیسو ہو گیا تھا۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا"۔ وہ بہت زیادہ شرمندہ تھا۔

"ولید میں آپکی بیوی ہوں۔ میرے تمام تر جذبات احساست آپ کے لئے ہیں۔ میں کسی اور کے بارے میں سوچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اگر آپ کو میرا اس سے بات کرنا پسند نہیں ہے تو آپ کہہ سکتے تھے مجھے۔ میں کبھی اس کی شکل بھی نہیں دیکھتی۔ میرے لئے آپ اور آپ کی خوشی زیادہ امپورٹینٹ ہے"۔ وہ پہلی بار اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس سے بات کر رہی تھی۔

"آئی ایم رئیلی سوری"۔ اس نے آمنہ کو اپنی بانہوں کے حصار میں لے لیا۔ "ویسے اس سب سے ایک بات پتا چل گئی ہے مجھے۔ تم روتی بہت زیادہ ہو"۔ اس نے سرگوشی کی تو وہ مسکرا دی۔

"ایک بات بتاو۔ ابھی جو تم نے کہا وہ تم نے اظہار محبت کیا ہے یا تسلیم محبت"۔ اس نے سرگوشی کی تو پیچھے ہونے لگی۔ ولید نے اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگا لیا۔

"کچھ نہیں ہے"۔ وہ اسکے سینے میں منہ دیئے بولی۔

"دوبارہ ناراض ہو جاوں تو بتادو گی؟" وہ سرگوشی کرنے لگا تو وہ ہنس دی۔

"اگر آپ نے دوبارہ ایسا کیا تو میں ممی کے پاس چلی جاوں گی"۔ اس کی دھمکی پر وہ ہنس دیا۔

"آئی ایم سوری"۔

"اٹس اوکے"۔

سب کچھ صحیح چل رہا تھا۔ ایک روز اسکی ملاقات معز سے ہوئی۔ وہ چاچو کے ساتھ نزہت پھپھو کے گھر آئی تھی۔ چاچو پھپھو سے کوئی بات کر رہے تھے۔ وہ ثناء بھابھی کے ساتھ کچن میں تھی۔ جب وہ آیا۔ بھابھی چاچو کو چائے دینے گئیں تو وہ کچن میں آگیا۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک"۔ آمنہ کو اسطرح سے اسکا بات کرنا برا لگ رہا تھا۔

"معاف کر دیا تم نے مجھے؟" آمنہ کو اسکی نظریں عجیب سی لگ رہی تھیں۔

"ہاں"۔ وہ فقط یہی کہہ سکی۔

"اگر میں واپس آنا چاہوں تو؟" وہ جھجھکتے ہوئے بولا تو وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ غصے کی ایک لہر اسکے جسم میں دوڑ گئی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ چیخی تھی۔

"واپس لوٹ آو۔ میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا۔ بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے"۔ وہ اسکے قریب آکر بولا تو وہ پیچھے ہو گئی۔

"ہوش میں تو ہو؟ جانتے بھی ہو کہ کیا کہہ رہے ہو؟" اسکا چہرہ غصے سے لال ہو گیا تھا۔

"جانتا ہوں۔ اپنی غلطی سدھارنا چاہتا ہوں"۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ مجھے اپنی شکل مت دیکھانا آئندہ"۔ وہ چلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"چاچو چلیں"۔ کانپتے ہوئے دل کے ساتھ وہ وہاں آئی تھی۔

"کہاں چلیں اتنے دنوں بعد آئی ہو۔ تھوڑی دیر تو رکو"۔ ثناء نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ولید آنے والے ہوں گے۔ میں پھر کبھی آوں گی"۔ اس نے اپنے آپ کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

پھر وہ چاچو کے ساتھ گھر آگئی۔

ولید گھر آیا تو معمول کے برعکس وہ کمرے میں تھی۔ وہ اندر آیا تو وہ اس کے گلے لگ گئی۔ وہ کانپ رہی تھی۔ وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ہے آمنہ؟" وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"بیٹھو یہاں۔ کیا ہوا ہے؟" وہ اسکو بیڈ پر بٹھاتے ہوئے خود گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"کچھ نہیں"۔ آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بولی مگر ولید جانتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے۔

"بتاو مجھے"۔ وہ نرمی سے اسکا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

"چینج کرلیں۔ میں کھانا لگاتی ہوں"۔ وہ اٹھنے لگی تو اس نے زبردستی اسے بٹھا دیا۔ "بیٹھو یہاں اور بتاو کیا ہوا ہے"۔ اس نے روتے روتے سب سچ بتا دیا۔

"تم نے بلایا تھا مجھے یہاں"۔ معز ولید کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے چیخا تھا۔

"ہاں۔ بیٹھو"۔ ولید بہت برداشت سے کام لیتے ہوئے بولا تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟" ولید نے بات شروع کی تھی۔

"کیا مطلب؟" وہ ناسمجھی کے انداز میں بولا۔

"میری بیوی سے کیا چاہتے ہو؟" غصے سے اسکی نسیں تن گئیں۔

"میں کیا چاہوں گا؟" وہ کندھے اچکاتا ہوا بے نیازی سے بولا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ سب پتا ہے مجھے"۔ وہ چلایا تھا۔

"تو چھوڑ دو اسے۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں اس سے"۔ معز بھی اتنی ہی اونچی آواز میں بولا تھا۔

"وہ تم سے محبت نہیں کرتی ہے۔ اسکا خیال اپنے دل سے نکال دو ورنہ اچھا نہیں ہو گا"۔ ولید کرسی کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے بولا تھا۔ اسکو معز پر اتنا غصہ تھا کہ اسکا دل کر رہا تھا کہ اسکا منہ توڑ دے۔

"تم سے کوئی امید بھی کیا رکھ سکتا ہے۔ تمہاری وجہ سے ہماری منگنی ٹوٹی تھی"۔ معز تنفر سے بولا تھا۔

"مجھے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں آنا چاہتی۔ بات ختم ہوئی"۔ ولید تحمل سے بولا تو معز کو آگ لگ گئی۔

"وہ تو میں اسے حقیقت بتا کر ہی پوچھوں گا کہ وہ کس کے ساتھ رہے گی"۔ وہ ولید کو چیلنج کرتا باہر نکل گیا۔

معز لیلہ سے شادی کے بعد ولید سے انگلینڈ میں ملا تھا۔ وہیں اس نے ولید کو اپنی اور آمنہ کی منگنی ٹوٹنے کا ذمے دار ٹھہرایا تھا۔ تبھی اسے ان پکس کا پتا چلا تھا جو زیب نے ولید کی خوشی کی خاطر معز کو سینڈ کی تھیں۔ معز کو لگا تھا یہ کام ولید کا ہے۔ اسی لئے وہ اپنی ماں سے خفا تھا۔

لیلہ اور معز کی شادی چار ماہ سے زیادہ نہیں چل سکی تھی۔ اب اسے آمنہ کا خیال آنے لگا تھا سو وہ اسے پانے کے لئے یہ سب کر رہا تھا۔

جب سے وہ آفس سے گیا تھا ولید بے چین ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ آمنہ کو کھونے سے ڈرتا تھا۔ وہ تو آمنہ اور معز کی شادی کا سن کر ہی ڈپریشن کا شکار ہو گیا تھا اب اگر وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی تو اسے یقین تھا کہ وہ مر جائے گا۔

وہ جتنی دیر گھر میں رہتا اسے آمنہ کو دیکھ کر یہی خوف آتا کہ کہیں وہ اسے چھوڑ کر نہ چلی جائے۔ کہیں وہ اس سے نفرت نہ کرنے لگے۔

"ایک بات پوچھوں آمنہ "۔

"جی "۔ الماری میں کپڑے رکھتے اسکا ہاتھ رک گیا تھا۔ ولید کے لہجے میں کچھ تو تھا جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ وہ اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"تم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ تم مجھے نہیں چھوڑو گی۔ اس بات پر قائم ہو؟" وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ کافی دنوں سے پریشان رہنے لگا تھا۔ آمنہ نے بارہا پوچھا بھی تھا مگر وہ کام کی زیادتی کا بہانہ بنا دیتا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ ایسے کیوں پوچھ رہے ہیں؟" وہ اسکے لہجے پر پریشان ہو گئی تھی۔

"بتاو نا"۔ وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"قائم ہوں۔ آپ کو چھوڑ کر کون جا سکتا ہے بھلا؟" اس نے ولید کے کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔

"ایک بات یاد رکھنا۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اتنی محبت کہ اگر تم مجھے چھوڑ کر گئیں تو مجھے لگتا ہے کہ میری سانسیں بند ہو جائیں گی"۔ اسکا ماتھا چومتے ہوئے وہ اسے بتا رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے ولید؟ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟" وہ ولید کے رویے پر پریشان تھی۔

"بس ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں تمہیں کھو نہ دوں"۔ وہ مشکل سے مسکرایا تھا۔

"اور یہ ڈر کیوں لگ رہا ہے"؟ وہ اسکے کندھے سے لگی پوچھ رہی تھی۔

"بس خاموش رہو"۔ اسکے گرد بازو پھیلاتے ہوئے اس نے اسے خود سے اور قریب کر لیا۔

"گڈ مارننگ"۔ وہ سب ناشتہ کر رہے تھے جب معز وہاں آیا۔ اسے دیکھ کر ولید کا سر چکرا گیا تھا۔

"آمنہ تم سے بات کرنی ہے مجھے۔ دو منٹ باہر چلو"۔ وہ کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے آمنہ سے مخاطب تھا۔

"مجھے تم سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے"۔ آمنہ پہلی دفعہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بات کر رہی تھی۔ یہ ہمت بھی ولید کی ہی عطاء کردہ تھی۔ اسے معز کے چاچو چچی کے سامنے اس سے ایسے بات کرنے پر آگ لگ گئی تھی۔

"اگر تم میری بات سن لو گی تو تمہاری دلچسپی مجھ میں ہی ہو گی"۔ اسکے لہجے کی شوخی پر وہ جل گئی تھی۔

"مائنڈ یور لینگویج"۔ آمنہ کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو۔

"صرف دو منٹ چاہیئے۔ پلیز میری بات سن لو"۔ اب وہ منت کر رہا تھا۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔ ولید آپ کچھ نہیں کہیں گے اسے؟" وہ ولید کو دیکھ کر بولی تھی جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"یہ کیا کہے گا؟ اسکے پاس بچا ہی کیا ہے کہنے کو"۔ معز تمسخر سے مسکرایا تھا۔

"تمہیں پتاہے ہماری منگنی کیوں ٹوٹی تھی؟ اسکی وجہ سے۔ یہ تم سے محبت کرتا تھا اسلئے اس نے مجھے تمہاری اور اپنی پکس بھیج کر مینیپولیٹ کیا تھا تاکہ میں یہ سمجھوں کہ تمہارا اسکے ساتھ افیئر ہے۔ میں تمہیں چھوڑ دوں اور یہ تمہیں اپنا لے۔ یہ سب اسکی سازش تھی۔ یہ دیکھو یہ ساری پکس اس نے سینڈ کی تھیں مجھے۔ میں کل بھی تم سے پیار کرتا تھا اور آج بھی تمہی سے پیار کرتا ہوں آمنہ "۔ وہ موبائل اسکی طرف بڑھائے کہہ رہا تھا۔ زیب پہلو بدل کر رہ گئیں۔ ولید خاموش رہا تھا جبکہ فیروز گھر پر نہیں تھے۔

"انہوں نے تمہیں مینیپولیٹ کیا اور تم ہو گئے۔ انہوں نے پکس بھیجیں اور تم نے بنا کسی تصدیق کے ان پر یقین کر لیا۔ پیار مجھ سے کرتے تھے تو یقین بھی تو کرنا تھا کہ نہیں "۔ وہ چلائی تھی۔

"تم نے جو کہنا تھا کہہ دیا اب تم جا سکتے ہو"۔ تنفر سے کہتے ہوئے اس نے منہ پرے کر لیا۔

"تم اس پر اعتبار کر کے غلط کر رہی ہوں"۔ معز چلایا تھا۔ اسے آمنہ سے اس رویے کی امید نہیں تھی۔

"اعتبار کی بات تمہارے منہ سے اچھی نہیں لگتی معز حسن۔ جس لفظ کا مطلب ہی تمہیں نہیں پتا اسے استعمال کیوں کر رہے ہو۔ تم کیا جانو اعتبار کسے کہتے ہیں۔ محبت کے بغیر زندگی گزاری جاسکتی ہے مگر اعتبار کے بغیر نہیں۔ تم نے مجھ سے محبت کی, منگنی بھی کر لی مگر مجھ پر اعتبار نہیں کر سکے۔ اسی لئے بنا سچ جانے میرے کردار پر انگلی اٹھائی تم نے "۔ وہ معز پر چیخ کر پڑی تھی۔

"کہنے کو تو ہم بچپن سے ساتھ ہیں مگر افسوس تم ہمیں پہچان ہی نہیں سکے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ اتنی گری ہوئی حرکت یہ کر سکتے ہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ اپنے دل اور دماغ سے یہ نکال دو کہ میں کبھی تمہارے پاس

آوں گی۔ میری آخری سانس تک میری روح اور میرا جسم دونوں میرے شوہر کی امانت ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ میں خائن نہیں ہوں"۔ اسکی بات پر معز کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ ولید اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے امید نہیں تھی کہ آمنہ ایسا کچھ کہے گی۔ زیب نے ممنون آنکھوں سے آمنہ کو دیکھا جو خاموشی سے اٹھ کر روم میں آگئی۔

ولید کمرے میں آیا تو وہ الماری صحیح کر رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ نہیں بولی تو ولید نے سوال کیا۔ "کوئی سوال نہیں کرو گی"۔

"نہیں"۔ وہ کپڑے رکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں؟" ولید نے اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں کروں جبکہ میں جانتی ہوں کہ آپ نے یہ سب نہیں کیا ہے"۔ اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"یہ بھی نہیں پوچھو گی کہ ہماری تصویریں اس کے پاس کیسے پہنچیں"؟

"مجھے وہ جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے"۔ وہ قدرے لاپرواہی سے بولی۔

وہ اسے بتانا نہیں چاہتی تھی کہ چچی اسے سب بتا چکی ہیں کہ ولید کی محبت میں انہوں نے ہی فیملی پکنک ارینج کروائی تھی اور انکی تصاویر لیکر اسے بھیج دیں۔

معز خود نہیں جانتا تھا کہ یہ سب انہوں نے کیا ہے۔ وہ اسے ولید کا کارنامہ ہی سمجھتا تھا۔

ولید کو بھی یہ سب انکی شادی کے بعد ہی پتا چلا تھا۔ وہ ان سے بہت ناراض ہوا تھا۔ اسی لئے انہوں نے آمنہ کو خود ہی سچ بتا دیا تھا۔

اس نے ولید سے کبھی بھی اس بارے میں بات نہیں کی تھی۔

اب جب وہ اتنا پریشان تھا تو ان دونوں کو یہ علم نہیں تھا کہ بات کیا ہے۔ ورنہ وہ پہلے ہی اسکے خدشات دور کر دیتی۔ مگر جو بھی تھا اسے ایک بات کا اچھے سے علم ہو گیا تھا کہ وہ اس سے کتنا پیار کرتا ہے۔

وہ اپنی ماں سے بھی بہت محبت کرتا تھا جبھی تو ان کی غلطی کو کسی کے سامنے ایکسپوز کرنے کے بجائے خود معز کے سامنے ایسے پریٹنڈ کرتا تھا کہ وہ سب اسی نے کیا ہو۔ وہ تو آمنہ کو بھی کبھی یہ نہ بتاتا کہ وہ اسکی اپنی ماں نے کیا ہے۔

"اتنا بھروسہ ہے مجھ پر کہ ایک دفعہ تصدیق کئے بنا ہی لڑنے لگ گئیں"۔ وہ اسکے ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔

"اور کیا جن سے محبت کی جاتی ہے ان پر اعتبار بھی کیا جاتا ہے"۔ وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔

"کیا؟ کیا کہا تم نے؟ ایک دفعہ پھر کہنا"۔ ولید کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"کیا کہنا؟" وہ انجان بنتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"یہی جو ابھی کہا ہے"۔ وہ اسکے ہاتھ تھامے خوشی سے کہہ رہا تھا۔

"کیا کہا ہے؟" وہ اسے تنگ کر رہی تھی۔

"بنو مت۔ اتنی مشکل سے تو اظہار کیا ہے۔ ایک دفعہ اور کر دو نا۔ پلیز"۔ اب وہ درخواست کر رہا تھا۔

"بالکل بھی نہیں"۔وہ اسکی حالت پر ہنستے ہوئے بولی۔

"بہت بری ہو تم"۔وہ خفا ہوا تو وہ کھل کر ہنس دی۔

"تم واقعی میں بہت بری ہو"۔ولید نے اسے اپنے ساتھ لگالیا۔"میں نے ایک منت مانی تھی"۔وہ اسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے بولا تھا۔

"کیسی منت؟" آمنہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اسکی آنکھوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کے اس نے نظریں چرا لیں۔

"یہی کہ جب میری بیوی مجھ سے محبت کا اظہار کرے گی تو اسے لیکر شکرانے کے نفل پڑھنے حرم جاوں گا۔اب میں اپنی منت جلد سے جلد پوری کرنا چاہتا ہوں"۔اسکی مانگ میں ولید نے اپنی محبت کی مہر ثبت کی تھی۔

"اسکے لئے آپکو انتظار کرنا پڑے گا"۔وہ اسکے سینے سے سر اٹھاتے ہوئے بولی تو ولید نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"کچھ مہینوں بعد جب ہم دو سے تین ہو جائیں گے پھر چلیں گے"۔وہ شرماتے ہوئے بولی تو ولید ایک لمحے کو تو سمجھ ہی نہ سکا۔پھر جب سمجھا تو خوشی سے اسے گلے لگالیا۔

"آمنہ میں بہت خوش ہوں آج۔بہت خوش ہوں۔اللہ میں کیا کہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا"۔وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لئے بول رہا تھا۔خوشی کے مارے اسکا چہرہ تمتمارہا تھا۔

"آمنہ تم میری کسی نیکی کا صلہ ہو۔ تم میری زندگی کی صبح کی وہ خوبصورت کرن ہو جو میری زندگی میں رنگ بھرتی ہے۔ تم میری زندگی کی بہار ہو اگر تم میری زندگی میں نہیں رہیں تو یقین جانو وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔ تم میرا لباس ہی نہیں میری روح کا حصہ ہو جو مجھ سے الگ ہو گیا تو میری روح فنا ہو جائے گی۔ آئی لو یو۔ آئی لو یو سو مچ"۔ وہ بھیگی آنکھوں سے اظہار محبت کر رہا تھا۔ آمنہ اپنے آپ کو بہت معتبر محسوس کر رہی تھی۔ اللہ نے اسے واقعی میں ایک سچا اور اچھا جیون ساتھی دیا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کیا تھا۔

****

THE END